مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

تجارت کی ناجائز، جائز اور پسندیدہ صورتیں

اس باب میں تجارت کی وہ اقسام درج کی جارہی ہیں جن کا عہدِ نبوی میں رواج تھا۔ ان میں سے اکثر آجکل بھی موجود ہیں۔ ان کے اصطلاحی نام جو احادیث میں مذکور ہیں۔ انہیں سمجھنے کیلئے یہاں ان کی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ حدیث کا مضمون سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

تجارت کی ناجائز صورتیں:

وہ صورتیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناجائز قرار دیں۔ یہ سب بالعموم اندھے سودے ہیں یا دھوکے والے ہیں:

۱۔ مُزَابَنَة:

کھجور یا انگور کے باغ کا پھل پکنے سے پہلے ہی خشک کھجور یا خشک انگور (کشمش) کے ساتھ سودا چکالینا۔

۲۔ ثُنْیَا:

(استثناء کرنا) کسی باغ کا سودا چکاتے وقت چند درختوں کو یا کھیتی کا معاملہ چکاتے وقت مخصوص خطہ زمین کو اپنے لئے الگ کرلینا۔

۳۔ مُنَابَذَة:

اپنا کپڑا یا رومال وغیرہ کسی تجارتی مال پر پھینکنا (خصوصاً کپڑے کے تھانوں وغیرہ پر) کہ جس تھان پر رومال جا پڑے، اس کا سودا اتنی قیمت پر طے ہوگیا۔

۴۔ مُحَاقَلَة: کھیتی کا اس کے پکنے سے پہلے ہی سودا چکالینا۔

۵۔ مُخَابَرَة: زمین کی بٹائی۔ کسی کو اپنی زمین کاشت کیلئے دینا اور اس سے اس کے عوض حصہ وصول کرنا (یہ پہلے منع تھا، بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی)

۶۔ مُعَاوَمَة: کسی باغ کی پیداوار کا موجودہ فصل کی بجائے چند سالوں کیلئے پیشگی سودا طے کرنا۔

۷۔ بیع سنین : بیع سنین اور معاوضہ ایک ہی چیز ہے ۔

۸۔ مُلامستہ : آنکھیں بند کرکے یا رات کے اندھیرے میں کسی تجارتی مال پر (خصوصاً) کپڑے کے تھانوں پر ہاتھ لگانا اور یہ بات پہلے طے کرلینا کہ جس مال پہ ہاتھ لگے ، وہ اتنے کا ہوا ۔

۹۔ بیع حصاۃ : کنکری پھینک کر سودا کرنا کہ جس چیز پر کنکری جا پڑے وہ اتنی رقم کی میرے ذمہ ہے ۔

۱۰۔ بیع عوایا (ایا) عریّۃ : بیع عرایا بھی دراصل مزابنہ کی ہی ایک شکل ہے ۔ لیکن مزابنہ وسیع پیمانہ پر اور تجارتی نقطہ نگاہ سے ہوتا ہے جبکہ عرایا معمولی پیمانے پر غریبوں مسکینوں کے ساتھ ، جبکہ ایک محتاط اندازہ کرلیا جائے کہ پھل پکنے کے بعد اتنا رہ جائیگا ۔ (اس میں رخصت ہے)

بعض دفعہ کسی باغ کا مالک اپنے باغ میں سے چند ایک درختوں کا پھل یتیموں اور غریبوں کو ہبہ کر دیتا ۔ لیکن ان لوگوں کی اس کے باغ میں اپنے درختوں کی نگہداشت کیلئے بار بار کی آمد و رفت باغ کے مالک کے کام میں مخل ہوتی جس سے باغ والا ان غریبوں سے اس کچے پھل کا خشک کھجوروں سے تخمینہ کرکے سودا کرلیتا اور انہیں اس کے عوض اندازہ سے خشک کھجوریں دے دیتا ۔ اس قسم کی محدود اور مشروط بیع کو بیع عرایا کہتے تھے ۔

۱۱۔ بیع عربان : (سائی یا بیعانہ والے سودے) کسی چیز کا سودا کرلینا اور کچھ رقم بطور بیعانہ دے کر یہ شرط کرلینا کہ اگر اتنی مدت میں رقم ادا نہ ہوئی تو بیعانہ ضبط ۔ یا اگر بیعانہ وصول کرنے والا چیز نہ دے سکے تو بیعانہ کے ساتھ اتنی مزید رقم کا ہرجانہ ادا کرے ۔

۱۲۔ بیع غرر : (دھوکہ کی بیع) عوضین[1] میں سے جب کسی ایک عوض کی بھی مقدار یا صفت یا مدت معلوم نہ ہو تو یہ بیع بیع غرر کہلائے گی ۔ مثلاً ایک ماہی گیر سے یہ سودا کرنا کہ اس مرتبہ جتنی مچھلیاں جال میں آئیں وہ اتنی رقم میں طے ہو جائیں ۔ سودا کرنے والے اور ماہی گیر دونوں کو یہ معلوم نہیں کہ اس طرح جال میں کوئی مچھلی آتی بھی ہے یا نہیں ، یا اگر آتی ہیں تو کتنی ؟ یہ غیر معلوم المقدار ہے ۔ لہٰذا یہ بیع دھوکہ کی بیع ہے ۔

(ب) بیمہ کمپنی والے جب بیمہ دار سے اقساط طے کرتے ہیں تو کمپنی کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کتنی قسطیں وصول کر سکے گی ۔ یہاں مدت نامعلوم ہے اور ایسے ہی بیمہ دار کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیا کچھ مل سکے گا اور کب ملے گا اور پھر مجھے ملے گا یا میرے وارثوں کو ؟ یہاں مقدار ، مدت اور صفت تینوں چیزیں نامعلوم ہیں ۔ لہٰذا یہ بیع غرر ہوئی ۔

(ج) اسی طرح بعض لوگ گولی پھینکوا کر مال فروخت کرتے ہیں ۔ ایک مرتبہ گولی پھینکنے کی اجرت طے ہو جاتی ہے ۔ اب جس چیز بھی گولی جا کر لگے وہ اتنی اجرت میں مشتری کی ہو جاتی ہے اور گولی گھوما پھسلتی پھسلتی ہر چیز کو چھوڑ کر

---

[1] مثلاً ایک گائے کی قیمت ہزار روپیہ ہے ۔ اب گائے اور ہزار روپیہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے عوضین ہیں ۔

کو نے میں جا لگتی ہے ۔ یہ مجہول الصفت کی مثال ہے ۔ مشتری کو معلوم نہیں کہ اسے کیا مل سکے گا ؟ لہٰذا یہ بیع بھی غلط ہوئی۔

۱۳ - بیع مضطر :

لاچار یا ضرورت مند آدمی سے سودا بازی ، جو اپنی ضرورت کی وجہ سے اپنی چیز اونے پونے میں بیچنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔

۱۴ - بیع نجش :

بائع کی طرف سے کچھ ایسے لوگ متقرر ہوں جو خریدار کو دیکھ کر عین موقع پر آجائیں اور مال کی قیمت بڑھا دیں تاکہ خریدار زیادہ قیمت ادا کرنے کی طرف راغب ہو جائے ۔۔۔ یا قابلِ فروخت مال کی اتنی تعریف کرے کہ مشتری کو زیادہ قیمت پر پھانس لے ۔

۱۵ - بیع الدین بالدین :

اس کو بیع الکالی بالکالی بھی کہتے ہیں یعنی دونوں طرف سے سودا ادھار چکانا ۔ اس کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ سٹہ بازی بھی اسی کی قسم ہے ۔ جہاں فروختنی مال موجود ہوتا ہے نہ اس کی قیمت ۔

۱۶ - بیع الحیوان بالحیوان نسیئۃ :

ادھار جانور کو ادھار جانور کے بدلے بیچنا ۔ مثلاً میں نے اپنا گھوڑا آپ کو دیا آپ کے گھوڑے یا گائے بھینس کے عوض ۔ مگر دونوں طرف سے سودا ادھار طے پایا ہے ۔ اس سودے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ یہ جانور ایک دوسرے کے قبضہ میں نہ چلے جائیں ۔

اب ان کے متعلق ارشاداتِ نبوی ملاحظہ فرمائیے :

۱ - عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المحاقلة والمزابنة والمخابرة والمعاومة وعن الثنيا ورخص في العرايا ۔ (رواه مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محاقلہ ، مخابرہ ، معاومہ اور ثنیا سے منع فرمایا اور بیع عرایا میں رخصت دی ۔"

۲ - عن ابی هريرة ، قال : نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وبيع الغرر "

"حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیع الحصاۃ (کنکریاں پھینکنے) دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ۔" (رواه مسلم)

۳ - "عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تشتروا السمك في الماء فانه غرر " (رواه احمد)

"ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مچھلی کو پانی میں مت خریدو کیونکہ یہ دھوکا ہے۔"

۴۔ "عن ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع النجش" (متفق علیہ)

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیع نجش سے منع فرمایا۔"

۵۔ عن علي، قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع المضطر وعن بيع الغرر وعن بيع الثمرة قبل ان تدرك " (رواہ ابوداؤد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لاچار آدمی سے سودا بازی، اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔ نیز پھلوں کی، ان کے پکنے سے پہلے، بیع سے منع فرمایا"

ذیل کی احادیث میں پھلوں کے پکنے سے پیشتر سودا بازی کی ممانعت کی وجہ بیان کی گئی ہے جو سراسر انسانی ہمدردی پر مبنی ہے:

۶۔ عن انس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الثمار حتى تزهى، قيل فما تزهى، قال حتى تحمر وقال: ارأيت اذا منع الله الثمرة بم يأخذ احدكم مال اخيه" (متفق علیہ)

حضرت انسؓ نے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھلوں کے خوش رنگ ہونے سے پہلے ان کی بیع سے منع فرمایا، پوچھا گیا، خوش رنگ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: یہاں تک کہ سرخ ہو جائیں (یعنی پک جائیں) پھر فرمایا، بھلا دیکھو تو اگر خدا تعالیٰ اس کا پھل روک دے تو پھر وہ شخص کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لیتا ہے؟"

۷۔ " عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو بعت من اخيك تمراً فاصابته جائحة فلا يحل لك ان تأخذ منه شيئا۔ بم تأخذ مال اخيك بغير حق"

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچے، پھر اس باغ پر کوئی آفت آجائے تو تجھے جائز نہیں کہ تو اس سے کچھ لے۔ بھلا تو اپنے بھائی کا مال بغیر حق کے کیسے لے سکتا ہے؟" (مسلم)

۸۔ "عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع العربان" (رواہ مالک، ابوداؤد، ابن ماجہ)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے بیع عربان سے منع فرمایا۔"

ہمارے معاشرہ میں اس بیع (عربان) کا بہت رواج ہے۔ پلاٹوں، مکانوں اور زمینوں کے جتنے سودے ہوتے ہیں اور بیعانہ کے جو اسٹام لکھے جاتے ہیں، ان سب میں بیعانہ کی ضبطی والی شرط اس سرکاری دستاویز کا جزو لاینفک ہوتی ہے۔ یہی حال دوسرے سودوں میں بھی ہوتا ہے۔ اگر خریدار کسی مجبوری کی وجہ سے رقم بروقت مہیا نہیں کر سکا تو اس کی بیعانہ کی رقم ضبط کر لینا انتہا درجہ کی سنگدلی اور خود غرضی ہے۔ اسی وجہ سے اس بیع کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر بائع اپنی کسی مجبوری کی بنا پر چیز مہیا نہیں کر سکا، اور اس کے پاس مہیا نہ کر سکنے کا معقول عذر ہے تو اس پر یہ تاوان نہیں پڑنا چاہیئے۔

تجارت کی جائز صورتیں

۱۔ بیع سلم: اس بیع میں کسی چیز کا موسم آنے سے کچھ عرصہ پہلے سودا کر لیا جاتا ہے۔ اس سودے میں چار چیزوں کا تعین کر لیا جاتا ہے، (جنس، قیمت، مقدار اور مدت) اور پوری کی پوری رقم پیشگی ادا کر دی جاتی ہے۔ یہ تجارت جائز ہے تاہم کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی۔

۲۔ ہرج (نیلام):

جس میں بائع بذریعہ بولی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کر سکتا ہے۔ یہ جائز ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود مسجد نبوی میں بیٹھ کر چند اشیاء نیلام فرمائیں۔

اب بیع کی ان دونوں صورتوں کے متعلق آپؐ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے:

"عن ابن عباس قال قدم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ وھم یسلفون فی الثمار السنۃ والسنتین والثلث فقال: من اسلف فی شیءٍ فلیسلف فی کیل معلوم ووزنٍ معلوم الی اجل معلوم" (متفق علیہ)

"ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ پھلوں کے ایک دو یا تین سال کیلئے پیشگی سودے کر لیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جو کوئی کسی چیز میں پیشگی سودا کرے تو اسے چاہیئے کہ مقررہ ماپ میں، مقررہ وزن میں اور مقررہ مدت تک کیلئے سودا کرے۔"

بیع سلم میں یہ بھی شرط ہے کہ مشتری جب تک خود جنس وصول نہ کر لے، یہ سودا کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں کر سکتا۔ ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیے:

«عن ابی سعیدؓ الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلف فی شیء فلا یصرفہ الی غیرہ قبل ان یقبضہ» (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بیع سلم کرے تو مال پر خود قبضہ کرنے سے پہلے کسی دوسرے کی طرف یہ سودا منتقل نہ کرے۔

بذریعہ نیلام اشیاء کی خرید و فروخت بھی ایک اچھی صورت ہے بشرطیکہ بولی دینے والوں کو چکمہ نہ دیا جائے جیسے کہ بیع نجش میں کیا جاتا ہے۔ کسی بھائی کو نقصان پہنچانے کی خاطر کوئی زیادہ بولی دیتا چلا جائے جبکہ اس کا بھائی وہ چیز حاصل کرنے کی ضرورت اور خواہش رکھتا ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں کئی بار نیلام فرمایا:

«عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع حلسا وقدحا فقال من یشتری ھذا الحلس والقدح؟ فقال رجل آخذ ھما بدرھم» فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: «من یزید علی درھم؟ فاعطاہ رجل درھمین فباعھما منہ» (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ بیچنا چاہا، فرمایا "کوئی شخص یہ ٹاٹ اور پیالہ خریدتا ہے؟" ایک شخص نے کہا "میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں لیتا ہوں"۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی ایک درہم سے زیادہ دیتا ہے؟ تو کسی نے ان دونوں چیزوں کے دو درہم دئیے تو آپ نے ان کو بیچ دیا"۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے۔ ایک دفعہ ایک سائل مسجد نبوی میں آکر سوال کرنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، "تمہارے پاس گھر میں کچھ ہے بھی؟" کہنے لگا، "جی ایک چادر ہے اور ایک رسی" آپ نے فرمایا "یہ دونوں چیزیں لے آؤ"۔

جب یہ شخص مذکورہ اشیاء لے آیا تو آپ نے ان کی نیلامی شروع کی۔ آپ یہ چیزیں دکھا کر صحابہؓ سے پوچھتے تھے، "ان کا کیا دوگے؟" ایک صحابی نے کہا، "میں ایک درہم میں خریدتا ہوں" آپ نے فرمایا، کوئی اور بولے! ایک اور صحابی اسے دو درہم میں لینے پر آمادہ ہوگئے تو آپ نے وہ اشیاء دو درہم کے عوض انہیں دے دیں۔

اس رقم سے آپ نے سائل کیلئے کلہاڑے کا پھل اور دستہ خریدا۔ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے کلہاڑا جوڑ کر سائل کے حوالے کیا اور فرمایا "جنگل سے لکڑیاں لاکر بازار میں فروخت کر دیا کرو اور سوال کرنے سے پرہیز کرو" سائل کلہاڑا لے کر اس کام پر چلا گیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے کام میں اتنی برکت دی کہ تھوڑے

ہی دنوں میں وہ خوشحال ہوگیا ۔

تجارت کی پسندیدہ صورتیں

۱ ۔ مضاربت یا مقارضت :

شراکت کی ایسی صورت جسمیں ایک شخص کی زمین یا باغ ہو اور دوسرا محنت کرے اور دونوں پیداوار میں طے شدہ حصہ کے مطابق شریک ہوں یا کسی بھی کاروبار میں ایک شخص کا سرمایہ ہو اور دوسرے کی محنت، اور منافع میں دونوں طے شدہ حصہ کے مطابق شریک ہوں ——— شراکت کی یہ صورت مضاربت یا مقارضت کہلاتی ہے ۔

۲ ۔ شراکت :

جہاں سرمایہ اور محنت دونوں میں شرکت ہو اور رقم، مدت اور محنت کے لحاظ سے طے شدہ شرائط کے مطابق دونوں نفع ونقصان میں شریک ہوں، شراکت کہلاتی ہے ۔

اب ان کے متعلق ارشاداتِ نبوی ملاحظہ فرمایئے :

وعن ابی هریرة رفعه قال: ان الله عزوجل یقول: انا ثالث الشریکین مالم یخن احدهما صاحبه فاذا خانه خرجت من بینهما " (رواه ابوداؤد) وزاد رزین "وجاء الشیطان "

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے " دو شریکوں کا تیسرا میں ہوتا ہوں جب تک کوئی ان میں سے اپنے ساتھی سے خیانت نہ کرے ۔ پھر جب ان میں سے کوئی ایک خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں" اور رزین نے اضافہ کیا : اور پھر ان کے درمیان شیطان آجاتا ہے "

جب تک شریکین نیک نیتی سے کاروبار کرتے رہیں، سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے ۔ اس کاروبار میں برکت یقینی ہے ۔ اور جب کسی ایک کی بھی نیت میں فتور آگیا تو گویا اللہ تعالیٰ کی جگہ شیطان نے لے لی ۔ اب یہ کاروبار خسارے کی نذر ہو جائیگا ۔ درج ذیل احادیث میں مقارضت یا مضاربت کے متعلق بھی برکت کی خوشخبری دی گئی ہے :

وعن صهیب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ثلث فیهن برکة، البیع الی اجل والمقارضة واخلاط البر بالشعیر للبیت لا للبیع " (ابن ماجه)

"حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں میں برکت ہے۔ کاروبار میں مقررہ مدت کا پاس رکھنے میں، مضاربت میں اور گندم اور جو کی ملاوٹ میں اپنے گھریلو استعمال کیلئے نہ کہ تجارت کیلئے"

مضاربت کی شرائط ملاحظہ ہوں:

"عن ابی هریرة قال "فقالت الانصار للنبی صلی الله علیه وسلم: اقسم بیننا وبین اخواننا النخیل، قال لا، تکفوننا المؤنة ونشرککم فی الثمرة" قالوا: سمعنا واطعنا" (رواه البخاری)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انصار نے عرض کیا کہ "کھجوروں کے باغ ہمارے اور ہمارے بھائیوں (مہاجرین) میں تقسیم فرما دیجیے۔" فرمایا "نہیں بلکہ آپ لوگ ہم سے محنت لے لیجئے اور ہم آپ کو پھل میں شریک کریں گے۔" انصار نے کہا، آپ کا حکم سر آنکھوں پر!"

اس حدیث میں انصار کے جذبہ ایثار کی ایسی مثال پائی جاتی ہے جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انصاف پسندانہ رویہ بھی قابلِ غور ہے۔ آپؐ نے ایسی عظیم پیشکش کو عدل و انصاف کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہ دی۔

شراکت میں اگر ایک شریک کی بیشی (معمولی) کر بھی جائے تو درگذر سے کام لینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ چل کر معاملہ پھر ٹھیک ہو جائے یا ایسا خیال ہی غلط ثابت ہو۔ آپؐ نے فرمایا:

"وعنه (عن ابی هریرة) عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: اَدِّ الامانة الی من ائتمنک ولا تخن من خانک" (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

"حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تیرے پاس امانت رکھی ہے اس کی امانت ادا کر اور جو کوئی تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر!"

شراکت کو جس قدر باعثِ برکت قرار دیا گیا ہے اسی قدر ہم اس سے گریز کرتے ہیں۔ آجکل ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ ہے "تھوڑا کر لو مگر اکیلے کرو کیونکہ شراکت آجکل حقیقی بھائی سے بھی نہیں نبھ سکتی۔ آجکل شراکت کا کون سا زمانہ ہے!" اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں خود غرضی حد سے تجاوز کر چکی ہے۔ برداشت اور ایثار کا فقدان ہے۔ معمولی باتوں پر تنازعات شروع ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں فریق خیر و برکت

سے محروم رہ جاتے ہیں۔

شراکت مشروط:

"عن حکیم بن حزام انہ کان یشترط علی الرجل اذا اعطاہ مالا مقارضۃ ان لا تجعل مالی فی کبد رطبۃ ولا تحملہ فی بحر ولا تنزل بہ فی بطن مسیل فان فعلت شیئا من ذالک فقد ضمنت مالی" (رواہ الدارقطنی ورجالہ ثقات)

"قال مالک فی المؤطا عن العلاء ابن عبد الرحمان ابن یعقوب عن ابیہ عن جدہ انہ عمل فی مال بعثمان علی ان الربح بینھما وھو موقوف صحیح"

"حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ جب وہ اپنا مال مضاربت پر دیا کرتے تو شرط طے کرتے کہ جانوروں کی بیع نہ کرنا، نہ بحری سفر کرنا اور نہ ہی میرے مال کو بطنِ مسیل (جگہ کا نام) لے جانا اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی کام کیا تو میرے مال کی ضمانت تمہیں ادا کرنی پڑے گی (دار قطنی، اور اس کے راوی ثقہ ہیں) اور امام مالک مؤطا میں علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب سے، وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمانؓ کے مال سے تجارت کرتے تھے اس شرط پر کہ نفع دونوں میں برابر تقسیم ہوگا" (یہ حدیث موقوف اور صحیح ہے)

حدیث بالا سے مندرجہ ذیل امور اخذ کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ مضاربت یا مقارضت کی صورت میں صاحب مال کا مال، کارکن (عامل) کے پاس بطور ضمانت ہوتا ہے۔ سرمایہ میں کسی افتاد کی وجہ سے نقصان ہو جائے تو اس کا ذمہ دار صاحبِ مال ہی ہے۔

۲۔ اگر مالک کارکن کو نقصان سے بچنے کی خاطر ہدایات دے دے اور عدم تعمیل کی صورت میں نقصان کی ذمہ داری اس پر ڈال دے تو ایسی ذمہ داری صحیح ہے۔

۳۔ مضاربت کی صورت میں اگر نقصان ہو جائے تو نقصان بھی مالک کا ہوگا جبکہ عامل کی محنت ضائع ہوگی۔

گوجرانوالہ میں اخبارات، رسالے اور "ترجمان الحدیث" کا تازہ شمارہ "منشا بکسٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن" سے طلب فرمائیں!